IJCRT.ORG ISSN : 2320-2882
INTERNATIONAL JOURNAL OF CREATIVE RESEARCH THOUGHTS (IJCRT)
An International Open Access, Peer-reviewed, Refereed Journal

ڈاکٹر امتیاز احمد ڈار سید علی ہمدانی اورفلسفہ تصوف

لیکچررگورنمنٹ ڈگری

کالیج شوپیان

اسلام میں تصوف کی پیدائش گویا ایک نئے دین کی آمد تھی۔ یہ وہی معروف تنسیخی عمل تھا جو اہل یہود تورات کے سلسلے میں اس سے پہلے انجام دے چکے تھے۔اہل تصوف نے کتابِ ہدایت کی تنسیخ کا عمل مختلف سطحوں پر انجام دیا۔سچ تو یہ ہے کہ اسلام میں تصوف کی پیدائش ایک بڑی جسارت سے عبارت ہے۔جو شقی القلبی کے بغیر انجام پا سکتا تھا۔ سب سے پہلے تصور توحیدکو لیجئے۔اہل تصوف کے نزدیک توحید باری تعالیٰ ایک ناقابل بیان خیال ہے، انسانی زبان وبیان میں یہ قوت نہیں کہ وہ ذات باری کی توحید کا حق ادا کرسکے۔بظاہر یہ خیال ایک قسم کی فلسفیانہ گہرائی کا حامل ہے۔ صوفی فکر جب ایک بار توحیدی سے باہر آگئی تو پھر دین کے دوسرے بنیادی عقائد بھی محفوظ نہ رہ سکے۔محمدﷺ کا یہ منصب کہ وہ آخری نبی ہیں اوران کے ہاتھوں تکمیل دین کا م انجام پایا ہے۔اہل تصوف نے منصب رسالت کے بارے میں ایک طرف تو بے جا غلو کیا اور اسے ذات باری سے جا ملایا،دوسری طرف وہ اس عظیم نبوی حیثیت کوبہت نیچے اتار کر عام صوفیا واولیا کے درجے پر لے آئے۔گویا منصبِ رسالت کے سلسلے میں اہل تصوف غلو اور تقصیر دونوں کے مرتکب ہوئے۔پہلی بات تو یہ کہی گئی کہ کائنات میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ دراصل نورِ محمدی کا پرتوَ ہے،کہ آپ ہی جان عالم ہیں اورآپ ہی خلاصہ موجودات۔اہل تصوف کے نقطہ نظر سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی وہ نورِ محمدی یا حقیقتِ محمدی ہے۔ حقیقت محمدی ہی چونکہ روح کائنات ہے اور یہی وہ چیز ہے جو بقول صوفیا حضرت آدم میں پھونکی گئی اس لئے صوفیا کے نزدیک انسان عالم

صغیر ہے اور کائنات عالم کبیر۔گویا حقیقت محمدیہ بنیاد ہے حقیقت انسانیہ کی۔وجودی صوفیا نے وقتاً فوقتاً تاریخ کے مختلف ادوار میں،ربوبیت یا الوہیت کا جو دعویٰ کیا ہے اسے حقیقت محمدیہ کی روشنی میں با آسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ابن عربی نے اس خیال کا اظہار کیا کہ آدم سے لے کر محمدؐ تک اور محمدؐ سے لے کر مختلف اولیا میں جو چیز و دیعت کی گئی ہے وہ دراصل اس نورِ محمدی کا پرتو ہے۔

دینِ اسلام میں جن بزرگوں نے قربانی دی ہیں ان میں حضرت میر سید علی ہمدانی ؒکا نام سرِفہرست ہیں۔میر سید علی ہمدانی ؒ جو شاہ ہمدان کے نام سے بھی جانے جاتے تھے ایک با صفا صوفی اور پاک باز عارف اور صاحب ِنظرولی تھے۔آپ ؒکئے بار کشمیر آئے ہیں،پہلی سیاحت کے دوران آپ ۴۷۰ یا ۱۴۷ ہجری\۱۳۴۰ عیسوی میں کشمیر میں تھے۔ آپ ؒنے ۷۷۴ ہجری میں سات سو سادات اور مریدوں کے ساتھ کشمیر تشریف لائے۔آپ کی یہ آمد اچانک نہ تھی بلکہ پورے اطمنان اور سکون سے تبلیغی ضرورتوں کے کامل احساس اور فرض شناسی کے ساتھ آئے تھے۔ آپ کا طریق تصوف،مسلک درویشی اور مشرب عرفان و معرفت تھا۔جن کا اظہار ان کی تصانیف سے ہوتا ہے۔ شاہ ہمدان ؒ صرف ریاضت ومجاہدے کرنے والے صوفی ہی نہیں تھے بلکہ آپ ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔آپ ایک زاہد شب بیدار،مرشد باکمال،مبلغ ومصلع باعمل اور ایک اچھے معلم،بہترین رہبر،صاحبِ قلم شاعر تھے۔شاہ ہمدان ؒ کی بیشتر کتابوں کے موضوع سیاست مدنی،فلسفہ کلام،تصوف وعرفان اور شریعت اسلام ہیں۔آپ کی تحریر سوزوگداز میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ تقویٰ دین دنیا کا شرف اور آخرت کا ذخیرہ ہے اس لئے امر معروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے،سفر ہو یاقیام آپ ہر جگہ توکل الہیٰ اور ایمانِ کامل کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہیں۔"انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں حضرت کی سیاحت کے بارے میں لکھا کہ آپ نے تمام اسلامی ممالک کی سیاحت کی ہوگی" ۱ــہ ۔ شاہ ہمدان ؒ تصوف میں شیخ الدین ابنِ عربی ؒ سے کافی حد تک متاثر ہیں اور ان کی طرح یہ سمجھتے ہیں کہ پوری کائنات کا مدار قطب یا غوث پر ہے۔نظام کائنات میں اوتاد،عُمد،اخیار،اور اقطاب اہم ترین رکن ہیں جب تک ان کا وجود ہے وظیفہ قطب یہ:۔ لا الہ الا اللہ جاری ہے اور جب تک دنیا میں کلمہ توحید صدق دل کہنے والا موجود ہے دنیابھی قائیم رہے گی بقا ے کائنات،حیات غوث وقطب سے وابستہ ہے۔اس قسم کے مطالب آپ نے کتاب "حل الفصوص"میں قلمبند کئے ہیں۔آپ رسالہ "واردات"میں تحریر فرماتے ہیں کہ صدیق یہ ہے کہ سالک جو کچھ

رکھتا ہے وہی دکھلائے۔اور اخلاص یہ ہے کہ وہ حق کے ماسوا ہر چیز سے بے نیاز اور مبرا ہو۔ شاہ ہمدانؒ کے مسلک اہلِ سنت پر ہونے کی سب سے واضح دلیل خود ان کی اپنی تحریریں اور عقائد ہیں ایک موقع پر آپ فرماتے ہیں۔”صحابہ کرام بعد ازنبی بہترین خلق اندو بہترین ایشان چون ابو بکروعمروعثمان وعلی رضوان اللہ علیھمہ اجمعین“۲؎ ۔ شاہ ہمدانؒ کا نظریہ ہے کہ توحید کا بھی ظاہرو باطن ہے اور اس کا ظاہر زبان سے کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کہنا اور باطن معرفت کا حصول ہے،مگر اس کی چار شرطیں ہیں۔طہارت،توکل،توبہ،عدل۔پھر ان چار کے بھی طاہرو باطن ہیں۔

۱۔یعنی طہارت کا ظاہر یہ ہے کہ اعضا پاک ہو اور سالک باوضو رہے۔اسی طرح اس کا باطن یہ ہے کہ دل ہر قسم کے گناہوں کی آلا ئشوں اور دینی قدروں سے پاک ہو۔

۲۔دوسرے رکن یعنی توکل کے ظاہرو باطن خلوت اور صوم ہیں۔یعنی خلوت ظاہری حیثیت سے وہ سب الگ تھلگ بے نیاز ہے۔صوم یعنی روزہ اس کا باطن ہے جو طلب ِغذا نہیں کرتا۔

۳۔تیسرا رکن توبہ ہے اور اس کے ظاہر وباظن صمت(خاموشی) اور نفی خوا طریہ ہے کہ ولی میں اس کی ذات کے سوا اور کسی کا خیال نہ آئے۔

۴۔چوتھا رکن قسطِ(عدل) ہے اس کے ظاہرو باطن یہ ہیں۔

۱۔ دل کا شیخ کی روحانیت سے رابطہ۔

۲۔مقادیر حق پر اعتراض کا ترک کرنا۔

کشمیر آنے والے تمام بزرگوں میں سے سید علیؒ کامیاب ترین مبلغ ہیں۔سید ہمدانیؒ کی آمد سے قبل کشمیری اسلام سے متعارف تھے مگر ان کے دلوں میں عقیدہ توحید بھی راسخ نہ تھا۔ حقیقتِ ایمان اور روحِ اسلام سے وہ ابھی نا آشنا تھے۔کئی مسلمان بت خانوں میں بدستور آتے جاتے تھے۔شاہِ ہمدانؒ نے کشمیر میں حق و صداقت کا نعرہ بلند کیا اور وحدانیت و حقانیت کا کامل درس دیا۔آپ نے معرفت ِ الہیٰ کی تجلیوں سے دلوں کو جلا بخشی اور نورِ اسلام سے آپ نے اہلِ کشمیر میں ایمان کا ایک ولولہ خیز ذوق وشوق پیدا کیااور خطہ کشمیر”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ“ کی صداؤں سے گونج اُٹھا۔”قاموس المشاہیر میں آپ کو کشمیر کا سب سے بڑا مبلغ کہا گیا ہے“۳؎ ۔”انسائیکلو پیڈیا آف اسلام“میں آپ کو صوفی ولی کشمیر کے نام سے یاد کیا ہے۔مترجم تاریخ رشیدی نے آپ

کو”مسلمانانِ کشمیر کا روحانی پیشوا“ اور مربی لکھا ہے۔”پروفیسر آرنلڈنے بھی آپؒ کی تبلیغی کاوشوں کو سراہا ہے۔۴ــہ

الغرض حضرت میر سید علی ہمدانیؒ ایک عارف انسان تھے جو مذہبی تعصبات اور فرقہ وارانہ خصوصیات سے بالا تر تھے۔ان کے دل میں بزرگانِ دین کی بے پناہ محبت و عقیدت تھی۔

حوالہ

1.The Encyclopaedia of Islam.vol-1.page,392.

۲۔ذخیرت الملوک،ص،۴۔رسالہ اعتقادیہ امیریہ ورق ۴۴ ب۔

۳۔ قاموس المشاہیر،ج، ص۷۱۳

۳۔پریچنگ آف اسلام،ص ۳۹۲